THE BADR WEEKLY
QADIAN-143516.

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۰
شمارہ ۳۹

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل
قائمقام ایڈیٹر: محمد کریم الدین شاہد
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۳ ۔ ۱۴۳

۱۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ ہجری   ۲۶ تبوک ۱۳۷۰ ہش   ۲۶ ستمبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ؁

خدا سے ڈرو اور پاک دل سے اُس کی پرستش کرو

ظُلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دِل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دِل سے اُس کی پرستش کرو اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سُننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی سے بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور چاہیئے کہ تمہارے دِل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تم میں بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ اور کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے۔ اور چاہیئے کہ تم اُس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ اور وہ خدا اُسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دِل کی سچائی اور محبت سے اُس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اُسی پر تجلّی فرماتا ہے جو اُسی کا ہو جاتا ہے وہ دِل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں۔ اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں وہ اُس کی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اُس کی رضا میں فنا ہوتا ہے۔ اُس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔"

(کشف الغطاء ص۹ طبع اوّل)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

سَوواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر)
سنہ ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء منعقد ہوگا!

احبابِ جماعتہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دعا

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد (ایم۔ایم احمد) صاحب خلف سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کی آنکھ کی بینائی یکدم گر گئی ہے۔ اس کا علاج کریں تو شوگر بڑھ جاتی ہے اور شوگر کا علاج کریں تو دوسری تکلیف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے چند دنوں میں ہی ان کا وزن بہت کم ہو گیا ہے۔ احبابِ کرام سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین۔

(ادارہ)

میرزا محمد حفیظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان ؁

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۶ تبوک ۱۳۷۰ ہش

لوک سبھا کا منصفانہ اقدام

پارلیمنٹ ہند مبارکباد کی مستحق ہے کہ اُس نے مورخہ ۱۰ ستمبر ۹۱ء کو مذہبی عبادتگاہوں کے متعلق نہایت جرأتمندانہ، منصفانہ اور دانشمندانہ اقدام کرتے ہوئے یہ بل پاس کر دیا کہ متنازعہ رام جنم بھومی بابری مسجد کے سوا تمام مذہبی عبادت گاہوں کی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء والی جوں کی توں پوزیشن بحال کی جائے گی۔ اگرچہ اس موقع پر غم وغصہ سے بھرے ہوئے بھاجپا (بھارتیہ جنتا پارٹی) ممبران ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ محض ان کا ایک سیاسی حربہ ہے۔ ورنہ ان کے دلوں میں بھی مذہبی عبادت گاہوں سے متعلق عقیدت کے جذبات ہی ہوں گے۔ اس لئے کہ مذہبی عبادت گاہیں ہی دراصل صحیح انسانیت کی درس گاہ ہیں۔ اور ہر شخص کے دل میں انسانیت کا احترام قائم ہے۔ خواہ وہ سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو یا مذہبی جماعت سے ــــــ !!

اِس موقعہ پر وزیرِ داخلہ جناب چوان نے فرمایا کہ اِس بل سے اقلیتوں کے دل میں اپنی پرستش گاہوں کی قسمت کے بارے شکوک دُور ہو جائیں گے۔ اِس بل کے آئینی جواز کے متعلق کسی کو شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ ہر بات پر گہرائی سے غور کرنے کے بعد ہی بل پیش کیا گیا ہے۔ اس کے قانون بن جانے پر کسی کو بھی اپنے دھرم استھان کے متعلق فکر نہ رہے گی۔

اِسی موقعہ پر ہم قرآن مجید کے ایک مہتم بالشان زرّین اور پُر حکمت اُصول کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہیں گے۔ جس میں عبادت گاہوں کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے اُن کے احترام کے قیام کی تلقین کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ط

(سُورۃ الحج : آیت ۴۱)

یعنی اگر اللہ ان (لیعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے۔

گویا اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ اس سے پہلے کی تمام شرائع اور تعلیمات منسوخ ہو گئی ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالےٰ نے دیگر اہلِ مذاہب کے جذبۂ عقیدت وعبادت کی لاج رکھتے ہوئے انکی عبادتگاہوں کے متعلق رواداری کا رویہ اختیار کرنے کا جذبہ اُبھارا کہ جہاں پر اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے وہ جگہ انسان کے لیئے قابلِ احترام ہونی چاہیئے۔ اور اس کے لیئے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کر دیا کہ ایسی عبادتگاہوں کے متعلق جب بھی کوئی مخالفانہ تحریک اٹھتی ہے بخود اسی قوم اور ملک کے ایک طبقہ کو اللہ تعالیٰ ان کے دفاع کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی پارلیمنٹ کے پاس کردہ اس بل کے پس منظر میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی حکمت اور مصلحت کارفرما ہے کہ باوجود اس کے کہ پارلیمنٹ میں غیر مُسلم ممبران کی اکثریت ہے، مذہبی عبادتگاہوں کے متعلق ایک مبنی بر انصاف فیصلہ کیا گیا جو تمام دوسرے ممالک کے لئے اور خصوصًا ہمارے پڑوسی ملک کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جس پر ہم تمام ممبرانِ پارلیمنٹ کو خراجِ تحسین کے ساتھ مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ ملک کے تمام معاملات کو حق وانصاف سے سُلجھا کر جمہوریت کی شان اور ملک کے وقار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں گے۔

اگرچہ ہمارا ملک بھارت ایک سیکولر سٹیٹ ہے۔ لیکن جس قدر مختلف مذاہب یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں ایسا کسی دُوسرے ملک میں مشاہدہ نہیں کئے جاتے۔ گویا ہمارا ملک مختلف النوع مذاہب کے حسین پھولوں کا ایک خوشنما گلدستہ ہے۔ اس صورت میں ہمارے قابلِ احترام ممبرانِ پارلیمنٹ کو خواہ وہ کسی بھی سیاسی پارٹی سے جُڑے ہوئے ہوں اور ہمارے عوام کو خواہ وہ کسی بھی مذہب سے وابستہ ہوں، ملک میں امن وامان۔ بھائی چارہ اور محبت و رواداری قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ اس اہم اصول کو مدِنظر رکھنا چاہیئے جو بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام نے بیان فرمایا ہے کہ :-

"یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور مُلک میں۔ اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی۔ اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اُصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں، عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"

(تحفۂ قیصریہ۔ صفحہ ۷)

آخر میں ہم ایک نہایت افسوسناک بات کی اصلاح کرنا بھی اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ ـــ عبادت گاہوں سے متعلق مذکورہ بل پر بحث کے دَوران جنتا دَل کے ایم۔ پی جناب یونس محمد سلیم صاحب نے کہا کہ

"کچھ مشہور مقبروں کو بھی پرستش گاہیں تسلیم کیا جائے۔"

(روزنامہ ہندسماچار ۱۱ ستمبر ۹۱ء ص۶)

ایک مُسلمان کے مُنہ سے ایسا فقرہ نکلنا موجودہ مسلمانوں کی حالتِ زار کے ماحول میں کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ کیونکہ اکثر مُسلمان قبر پرستی میں مبتلا ہیں۔ انبیاء و اولیاء کرام کی قبُور قابلِ عزت واحترام ضرور ہیں اس سے ہمیں انکار نہیں۔ لیکن اُن کو عبادت گاہ کا درجہ دینا اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں اپنی اُمت کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ :-

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ۔ (بخاری : کتاب الجنائز)

یعنی اللہ تعالےٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے اور اپنی رحمت سے دُور کر دے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو پرستش گاہیں بنا لیا۔ گویا اپنی اُمت کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ آخری وصیت تھی کہ تم بھی کہیں قبروں کی پرستش کرنے والے نہ بن جانا۔ لیکن بعض مفاد پرست مُلاّؤں نے اِس وصیت کو بالائے طاق رکھ کر دھڑلّے سے قبر پرستی کو رواج دیا۔ جس کے نتیجے میں آج اکثر مُسلمان ہمہ اقسام کے شرک میں مُبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی اِصلاح فرمائے۔ اور پھر سے اُن کے اندر وہی حقیقی توحید قائم ہو جائے جس کا قیام حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔ اور اسی غرض کے لئے موجودہ دَور میں اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا ہے۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :-

"وہ کام جس کے لئے خُدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خُدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صُلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ رُوحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہُوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابُود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دُوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اُس خُدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خُدا ہے۔"

(لیکچر لاہور۔ صفحہ ۴۷)

اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں امامِ وقت کو قبُول کرنے کی سعادت نصیب ہو، تا وہ پھر سے اُمتِ واحدہ بن جائیں۔

محمد کریم الدین شاہد

خطبہ جمعۃ المبارک

جب دل شکریہ ادا ہو تو پھر انسان کے اندر طلب پیدا ہوتی ہے کہ میں شکریے کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں

جتنی زیادہ کسی کو نعمتیں عطا ہوں اتنی ہی زیادہ شکریہ ادا کرنے کی ذمہ داری اس پر بڑھ جاتی ہے

اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بہت بڑا احسان کریں گے

یاد رکھیں اولاد کی دولت سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی دولت نہیں ہے اگر اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو گویا ساری عمر کی کمائی ہاتھ سے گئی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ٣١ ہجرت ١٣٧٠ ہش مطابق ٣١ مئی ١٩٩١ء بمقام مسجد ناصر پیراماریبو (سرینام)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ بصیرت افروز غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ
ادارہ بدر کلیتہً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :-

گذشتہ چند جمعوں سے قرآن کریم میں مذکور دعاؤں کا بیان چل رہا ہے اور میں جماعت کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ سورۃ فاتحہ میں جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم وَلَا الضَّآلِّینَ ۔ تو وہ رستہ جو نیک لوگوں کا رستہ ہے، وہ رستہ جس پر وہ لوگ چلے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اس رستے کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے، اس رستے کے خطرات سے بچنے کے لئے اور اس رستے پر چلتے ہوئے خدا کی رضا پر پانے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ وہ دعائیں زندگی بھر مانگتے رہیں جو دعائیں خدا کے وہ پاک بندے مانگا کرتے تھے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ انعام یافتہ لوگ تھے۔ اللہ نے اُن پر انعام فرمائے تھے تو جن کا رستہ مانگا ہے اُن کی ادائیں بھی تو لینی پڑیں گی ان کے طریق بھی تو اختیار کرنے پڑیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم رستہ انعام والوں کا مانگیں اور ادائیں مغضوب علیہم کی اختیار کرلیں۔ اس لئے سب سے اہم بات جو منعم علیہ گروہ یعنی انعام یافتہ لوگوں کی ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ دعا کے سہارے گزرتا تھا۔ ہر مشکل کے وقت، ہر آسانی کے وقت، ہر خوشی اور ہر غم میں وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے

یہ سفر جو میں نے لِلّٰہ اختیار کیا اس سے پہلے میں نے بھی وہ دعائیں کیں جو سفر کے موقعہ کے مناسب حال قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ آج میں آپ کے سرینام کے دار الخلافہ پیراماریبو (PARAMARIBO) میں مخاطب ہوں۔ اور بعض باتیں آپ کو دوبارہ سمجھانی پڑ رہی ہیں جو اس سے پہلے میں بیان کر چکا ہوں کیونکہ آپ ایک ایسی جماعت ہیں جن کو پوری طرح اردو نہیں آتی اگرچہ آہستہ سمجھا کر بات کروں تو اردو سمجھتے ہیں۔ بعض آپ میں سے اچھی بھی جانتے ہیں، بعض ذرا کمزور جانتے ہیں اس لئے میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ یہ خطبہ جب باہر جائے گا اور دنیا کی اکثر جماعتوں میں پہنچتا ہے تو وہ متعجب ہوں گے کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔

میں کیوں بار بار وہ باتیں سمجھا رہا ہوں

جو وہ سمجھ چکے ہیں، تو ان کو علم ہونا چاہیئے کہ میں اس وقت یہ خطبہ سرینام کے دار الخلافہ پیراماریبو (PARAMARIBO) سے دے رہا ہوں اور وہاں کی جماعت اس وقت میرے سامنے بیٹھی ہے۔ ان میں بچے بھی ہیں، بڑے بھی ہیں اور پردے کے پیچھے خواتین بھی ہیں اور ان کو ان کے فہم اور طاقت کے مطابق بات سمجھا کر آگے چلنا ہو گا تو پس منظر میں نے دوبارہ بتا دیا کہ ہم روزانہ ہر نماز میں انعام یافتہ لوگوں کا رستہ سورۂ فاتحہ کی ہر دعا میں مانگتے ہیں اور دن رات خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ لوگوں کا رستہ دکھا، ان کا رستہ دکھا جن پر تُو نے انعام فرمایا۔ اُن کے رستے سے بچا جن لوگوں کے رستے پر تیرا غضب نازل ہوا تو پھر ہمیں انعام یافتہ لوگوں کی ادائیں لازماً اختیار کرنی ہوں گی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو دعائیں وہ کیا کرتے تھے، ایسی دعائیں جو خدا نے قبول فرمالیں، ایسی دعائیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری لگیں اور اتنی پیاری لگیں کہ اپنے سب سے پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو وہ دعائیں الہاماً بتائیں اور وہ دعائیں بھی قرآن کریم میں محفوظ کیں جو خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو پہلی بار سکھائی گئیں اور اس سے پہلے دوسرے انبیاء کو بعض ایسی دعائیں تھیں جو نہیں سکھائی گئیں تو یہ ہمارا ایک خزانہ ہے جس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اب میں حضرت سلیمانؑ کی ایک دعا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ دعا سورۃ النمل آیت ۲۰ سے لی گئی ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں :

رَبِّ اَوزِعنِیٓ اَن اَشکُرَ نِعمَتَکَ الَّتِیٓ اَنعَمتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَن اَعمَلَ صَالِحًا تَرضٰہُ وَاَدخِلنِی بِرَحمَتِکَ فِی عِبَادِکَ الصّٰلِحِینَ ۝

کہ اے میرے رب! اَوزِعنِی : مجھے توفیق عطا فرما۔ مجھے اس بات کی طاقت بخش۔ اَن اَشکُرَ نِعمَتَکَ کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں۔

یہ سادہ سی دعا ہے۔ اس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہم تو ہر چھوٹی سی نعمت ہو یا بڑی نعمت ہو اس پر شکریہ کہہ کر سمجھتے ہیں کہ حق ادا ہو گیا تو پھر حضرت سلیمانؑ کو کیا ضرورت تھی کہ خدا سے شکریے کا طریقہ بھی مانگیں اور توفیق بھی مانگیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ شکریہ ادا کرنا صرف زبان سے شکریہ ادا کرنا نہیں ہوا کرتا کوئی شخص آپ پر اتنا بڑا احسان کرے۔ آپ کا کام کرنے کے لئے اتنی مشکل اٹھائے۔ کوئی شخص ڈوب رہا ہے اس کی جان بچانے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالے اور دریا میں چھلانگ دے اور بڑی مشکل سے ہاتھ پاؤں مار کے خود ڈوبتے ابھرتے اس شخص کی جان بچا لے اور وہ باہر آگئے

کہہ دے۔ شکریہ! تو کیا شکریہ ادا ہو جائیگا؟ یہ سوال ہے۔ اس لئے یہ دُعا ہمیں سکھائی ہے کہ تم یہ بیوقوفی نہ کیا کرو کہ زبانی خدا کو کہہ دیا اچھا شکریہ! بہت آپ نے احسان فرمایا بس کافی ہو گئی۔ شکریہ اگر ادا کرنا ہے تو خدا سے اس کی توفیق مانگو۔ توفیق اسی چیز کی مانگی جاتی ہے جو مشکل ہو۔ جس کے لئے جان کو جوکھوں میں ڈالنا پڑتا ہو۔ پس انبیاء چونکہ شکریے کا حق ادا کرنا چاہتے تھے، ہرچند کہ اللہ کے شکریہ کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور غالب والی بات ہی درست ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

کہ ہم خدا کو زیادہ سے زیادہ جو چیز پیش کر سکتے ہیں، اپنی جان دے سکتے ہیں نا۔ اس سے بڑھ کر ہم کیا کر سکتے ہیں لیکن جان بھی خدا کو دے دیں تو وہ بھی تو اسی نے دی تھی۔ اسی کی عطاء کو اس کو واپس کریں گے، نئی چیز کیا اپنے پاس سے، گھر سے لائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مصرعہ جو مجھے بہت پیارا لگتا ہے، بار بار میں اسے پہلے بیان کر چکا ہوں۔ بہت ہی اعلیٰ پائے کا ایک شعری تملّی مضمون بیان ہوا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ:۔

سب کچھ تیری عطا ہے ؎ گھر سے تو کچھ نہ لائے

جو کچھ نعمتیں تُو نے ہمیں بخشی ہیں، ان میں سے کچھ بھی ایسی نہیں جو ہم نے خود بنائی ہو اسب تیری عطا ہے۔ اگر تیرے حضور واپس کریں تو اُس کے نتیجے میں ہم تو تجھے کچھ دینے والے نہیں بنیں گے۔ پس شکریہ ادا کرنا زبان سے اور بات ہے اور دل سے شکریہ ادا کرنا اور بات ہے ——— جب دل سے شکریہ ادا ہو تو پھر انسان کے اندر طلب پیدا ہو جاتی ہے کہ میں شکریے کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں۔ آپ دیکھیں کہ اللہ ہمیں جو توفیق بخشتا ہے ہم اس کے حضور چندے دیتے ہیں اور اس معاملے میں ساری دنیا میں سب سے نمایاں جماعت احمدیہ ہے۔ ساری دُنیا کے پردے پر تلاش کر کے دیکھ لیجئے آپ کو احمدیہ جماعت سے بڑھ کر خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والی کوئی جماعت نہیں ملے گی۔ بڑے، چھوٹے، جوان، سارے توفیق کے مطابق کچھ نہ کچھ دیتے ہیں لیکن بعض لوگ جو کچھ زیادہ دینے کی توفیق پاتے ہیں ان کے دماغ میں بعض دفعہ یہ کیڑا پڑ جاتا ہے کہ یہ جماعت تو ہم پر منحصر ہے۔ ہماری قربانیاں ہیں جن کے نتیجے میں جماعت چل رہی ہے اور بعض ایسے لوگوں کا انجام پھر بُرا ہوتا ہے۔ خدا انہیں باہر نکال پھینکتا ہے لیکن

وہ لوگ جو عجز کیساتھ قربانی کرتے ہیں

جن کے دل میں شکریہ پیدا ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ سب کچھ خدا کی عطاء ہے ہم نے جو کچھ واپس کیا اس کا بہت تھوڑا واپس کیا جو اس نے ہمیں دیا تھا۔ اس لئے ہمارا احسان نہیں ہے۔ خدا کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے ہمیں دیا اور یہ بھی احسان ہے کہ اس میں سے کچھ اس کے حضور پیش کیا۔ پس انبیاء اسی لئے شکریے کا حق ادا کرنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں، وہ عارف باللہ ہوتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خدا کے احسان بہت زیادہ ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ خالی زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا کافی نہیں ہے۔ بدن کو بھی شکریے کے ساتھ خدا کے حضور جھکنا ہو گا۔ جذبات کو بھی جھکنا ہو گا۔ خدا نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا ہو گا۔ اب اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، ہر نعمت کا شکریہ اس کے رنگ میں ادا ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص کو اللہ نے علم عطا کیا ہے وہ اپنے علم سے پیسے کما بھی سکتا ہے اور پیسے لگا کر اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچا بھی سکتا ہے۔ علم تو وہی ہے جو خدا نے دیا ہے بعض لوگ اس کو صرف تجارت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بعض اس علم کو خدا کی خاطر اس کے بندوں پر خرچ کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ تکلیف بھی اٹھاتے ہیں اور خود اپنی جان پر اُن کو خرچ کرنا پڑتا ہے تو ان دونوں چیزوں میں دیکھیں کتنا فرق ہے۔ پس قرآن کریم نے جو ہمیں سکھایا: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ جو کچھ ہم ان کو عطا کرتے ہیں۔ یا جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے یہ دعا کی تو آپ کی دُعا کے پیچھے بہت بڑا مضمون تھا۔ کیونکہ حضرت سلیمانؑ کو خدا نے بہت کچھ دیا تھا۔ اتنی حکمت ... کہ دنیا کے پردے پر کبھی کسی انسان کو اُس زمانے میں وہ حکمت ... اور ساری دنیا میں آپ کی حکمت کی باتیں اُس وقت بھی شہرت پا گئیں اور آج تک حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان فلسفی حکیم، ایک دانشور ایک دانا انسان کے طور پر دنیا جانتی ہے۔ پس حکمتوں کا شکریہ کیسے ادا کریں جب تک حکمتوں کے موتی نہ بکھیریں، جب تک ساری دنیا کو اپنی حکمتوں سے فائدہ پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ پھر بادشاہت وہ عطاء کی جس کی کوئی مثال یہودی تاریخ میں نہیں ملتی، نہ پہلے نہ بعد میں، اُس زمانے سے آج تک کبھی کسی کو ایسی، شاندار دنیاوی بادشاہت نہیں ملی جیسی خدا کے اس پاک نبی کو دنیاوی بادشاہت ملی اور پھر روحانی بادشاہت بھی عطا ہو گئی۔ نبی بنائے گئے، اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے تو یہ ساری باتیں حضرت سلیمانؑ کے ذہن میں تھیں اگرچہ اس سے پہلے آپ کے باپ حضرت داؤدؑ کو بھی نعمتیں ملی تھیں مگر جو شان و شوکت یہود کی سلطنت کو حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں عطا ہوئی ویسی اور کبھی کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ اب اس کو دوبارہ پڑھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ کیوں عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور گر کر منت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اے خدا تیری نعمتیں تو میری حد سے بڑھ گئی ہیں کس طرف دیکھوں جہاں تیری نعمت نہیں۔ کس بات پر غور کروں جہاں مجھے تیرے احسان نہ دکھائی دیتے ہوں۔ پس تُو ہی ہے جو مجھے اپنی اس چھوٹی سی ... اپنے شکریے کا حق ادا کرنے کی توفیق بخش سکتا ہے۔

ان باتوں کو سوچتے ہوئے اور ... اس پس منظر کو ... رکھتے ہوئے اگر ہم میں سے ہر ایک چھوٹا بڑا خدا کی نعمتوں پر غور کرے اور عاجزانہ طور پر یہ عرض کرے کہ اے خدا! جو کچھ تُو نے مجھے دیا ہے اس پر مجھے توفیق بھی دے کہ میں تیرا سچا شکریہ ادا کروں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اگر کوئی ڈوبتے کو بچاتا ہے اور بعد میں اس شخص کا کوئی بچہ ڈوب رہا ہو یا اس کا کوئی پیارا مشکل میں ہو تو اس کو دیکھ کر وہ شخص جس کو بچایا گیا ہے وہ آنکھیں پھیر کر چلا جائے تو یہ ناشکری ہو گی، یہ ظلم ہو گا۔ اس کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ جب اس کو بچایا گیا تھا تو اس نے بچانے والے کو شکریہ کہہ دیا۔ پس اللہ کو تو ہم نعوذ باللہ کسی مشکل میں احسان کا بدلہ براہ راست نہیں دے سکتے۔ وہ تو ساری کائنات کا پیدا کرنے والا، ہر چیز کا مالک، وہ ہمیں زندگی عطا کرنے والا، ہمیں سب نعمتیں عطا کرنے والا، ہم اس کا شکریہ کس طرح ادا کریں۔ ایک ہی رستہ ہے کہ اس کے رستے پر خرچ کریں۔ ان بندوں پر احسان کریں جو خدا کے بندے ہوں اور ہمیں خدا ان پر احسان کا موقعہ عطا کرے

پس اس دُعا نے ہمیں

حکمت کی بہت سی باتیں سکھائیں۔

اب آپ دیکھ لیجئے خدا کے بہت سے بندے تکلیف میں ہیں۔ کئی قسم کی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں ایک سکول دیکھنے گئے تھے جو ایک ڈچ نیک دل انسان نے قائم کیا تھا اور اب بڑھتے بڑھتے کافی ترقی کر گیا ہے۔ اس میں معذور مجبور بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ جن کو اس قابل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ زندگی میں ایک عزت والا مقام حاصل کر سکیں اور کسی کی محتاجی کے بغیر اپنا گزارا کر سکیں۔ یہ بہت نیکی کا کام ہے ہر احمدی پر اس کے اوپر تو ہر دوسرے سے بڑھ کر یہ فرض ہے کہ وہ خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے ایسے لوگوں پر احسان کرے۔ جب ہم میں سے کسی کے ہاں کوئی معذور بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسا شخص اگر بد قسمت ہو تو بعض دفعہ خدا پر باتیں بنانے لگ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہی ظلم کرنا تھا، اور ساری دنیا بستی ہے اُس کو تو تکلیف نہیں پہنچی اور مجھے خدا نے چُن لیا۔ یہ اس کی جہالت ہے جو کچھ خدا نے دیا ہے اس میں سے تھوڑا سا نہ دینے پر اتنی تکلیف ہو، اتنا جزع فزع اور خدا پر اتنی باتیں بنانا اور یہ نہ دیکھنا کہ اس نے جو دیا ہے وہ بہت زیادہ ہے اور مالک ہے اگر وہ سب کچھ واپس لے لے، جو دے چکا ہے تو کسی کا کوئی بس نہیں۔

دوسرے ان باتوں پر غور کرنے سے، اگر وہ سچے دل سے غور کرتا تو اس کو بہت بڑی حکمت سمجھ آ جاتی۔ اللہ تعالیٰ جن کو دیتا ہے ان کی آزمائش بھی کرتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ جن کو میں نے عطا کیا ہے وہ میرے شکریے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں۔ ورنہ تو نعوذ باللہ خدا کا کوئی گزارا نہیں ہو سکتا۔ خدا نے ...

نہیں ہو سکتا۔ آپ کو آنکھیں عطا ہوئیں تو اگر بے آنکھوں والوں کی خدمت نہ کریں گے تو خدا کا شکریہ کیسے ادا کریں گے اگر ہاتھ پاؤں عطا ہوئے اور دنیا میں اگر کوئی لولا لنگڑا نہ ہو اور اس کی خدمت کا کوئی موقعہ نہ ملے تو کیسے خدا کا شکریہ ادا کریں گے۔ پس دنیا میں آزمائشوں کا جو نظام چل رہا ہے، اگر غور کیا جائے تو دراصل ایک ہی رستہ ہے جس رستے سے خدا کے شکر گزار بندے اپنے رب کا شکر ادا کر سکتے ہیں اور یہ جو مضمون ہے یہ ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سکھایا۔ آپ نے ہمیں معرفت کی یہ بات سمجھائی ہے کیونکہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا۔ یہ ایک حدیث قدسی ہے یعنی ایک حکایت کے رنگ میں ایک بیان ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی بندہ پیش ہوگا۔ تو وہ اُسے کہے گا کہ دیکھو میں بھوکا تھا اور بہت تکلیف میں تھا تو نے مجھے روٹی نہ کھلائی اور پھر کہے گا کہ میں بغیر کپڑوں کے تھا، میرے بدن پر گرمی سے بچنے کے لئے اور سردی سے بچنے کے لئے کچھ نہیں تھا تجھے توفیق تھی تو نے میری کچھ خدمت نہ کی، تو نے مجھے کپڑے نہ پہنائے۔ میرے سر پہ چھت نہ تھی میرا کوئی گھر نہیں تھا اور تجھ سے امید تھی کہ تو مجھے گھر دے گا، مجھے آرام پہنچائے گا لیکن تو نے میری کوئی خدمت نہ کی۔ اس طرح خدا باتیں کر رہا ہوگا اور وہ بار بار احتجاج کرے گا کہ اے میرے مالک، اے میرے خدا! تو تو سب کو دینے والا ہے، تو نے ہی تو تن ڈھانکے ہیں، تو کب بغیر کپڑے کے تھا۔ تو تو سب کو رزق دینے والا ہے تو کب بھوکا تھا تو اللہ فرمائے گا دیکھ جب میرا بندہ ننگا تھا اور نہ سردی سے بچ سکتا تھا نہ گرمی سے، اُس وقت میں ہی ننگا تھا تو اُس وقت میری مدد کر سکتا تھا یعنی میرے بندے کی مدد کر سکتا تھا۔ جب میرا کوئی غریب بندہ بھوکا تھا اور تو کھانا کھلا سکتا تھا مگر نہیں کھلایا تو گویا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔

جو مضمون میں بیان کر رہا ہوں آپ دیکھ لیں اس کے ساتھ یہ بالکل مطابقت کھا رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس تمثیل کے ذریعے ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ تم اگر خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہو تو براہ راست تو ادا کر ہی نہیں سکتے جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اس کے غریب بندوں پر احسان کرتے ہوئے اس میں سے کچھ اُن کو دو تو اس رنگ میں تم گویا خدا کا شکریہ ادا کر سکتے ہو جتنی زیادہ کسی کو نعمتیں عطا ہوں اتنی ہی زیادہ شکریہ ادا کرنے کی ذمہ داری اس پر بڑھ جاتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کو دُعا کرنی پڑے گی اور انبیاء کی دعاؤں نے ہمیں سکھا دیا کہ انبیاء جیسے بڑے مقام پر فائز لوگ بھی اپنی طاقت سے شکریہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اگر انبیاء کو خود یہ طاقت ہوتی کہ اللہ کا شکریہ ادا کر سکیں، تو خدا سے رو رو کر دعائیں مانگنے کی اور گریہ و زاری کیا ضرورت تھی کہ اے اللہ! ہمیں شکریہ کا طریقہ سکھا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء عارف تھے۔ خدا کی حکمت کے راز سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ اگر خدا نے توفیق نہ دی تو ہم شکر کا حق بھی ادا نہیں کر سکیں گے۔ پس حضرت سلیمان ؑ کے منہ سے یہ دُعا بہت زیب دیتی ہے۔ کیونکہ آپ پر خدا کے بے انتہاء احسانات تھے۔ پس نہایت عاجزی کے ساتھ جھکتے ہوئے خدا کا خوف کھاتے ہوئے انہوں نے عرض کیا: رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ ... اے میرے رب مجھے توفیق عطا فرما (ان اشکر نعمتک) کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں۔ التی انعمت علیّ اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور صرف اسی کا نہیں۔ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ۔ اور اُس نعمت کا بھی مجھ پر شکریہ واجب ہے جو تو نے میرے والدین پر کی۔ اب یاد رکھیں اس دُعا نے ہمیں ایک اور بہت گہرا حکمت کا موتی پکڑا دیا۔ بچوں پر فرض ہے کہ اپنے والدین کا شکریہ بھی ادا کریں۔ اور والدین پر جو خدا نے نعمتیں عطا کیں، والدین کی زندگی تھوڑی ہوئی۔ اور وہ ان سب نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کر سکے تو یہ اولاد پر قرض ہو گیا اور وہ والدین بھی جو خدا کے نیک بندے تھے اور انہوں نے خدا کا شکر کرتے ہوئے زندگی گزاری ان کی اولاد کو بھی یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم پر ہمارے ماں باپ کا احسان ہے ہم اُس احسان کا صرف اس رنگ میں بدلہ اتار سکتے ہیں کہ جو نیک کام وہ کیا کرتے تھے اُن نیک کاموں کو ہم بھی کریں۔ جو خدا نے اُن پر احسان کئے تھے اُن احسانات کا شکریہ ہم ان کی طرف سے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں، تو کتنا عظیم الشان نبی تھا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کتنی گہری معرفت اور حکمت کی باتیں کرنے والے تھے۔ آپ کی دعائیں بھی گہری حکمت پر مبنی تھیں۔ پھر شکریہ اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے والدین کا بھی ادا کرنے کا خیال آگیا۔ اور کہا وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ۔ اور اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کروں اور کس طرح شکریہ ادا کروں؟ زبان سے؟ نہیں نہیں۔ عرض کرتے ہیں، وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ ایک ہی طریق ہے تیرا شکریہ ادا کرنے کا کہ نیک اعمال بجالاؤں، ایسے اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند آجائیں۔

پس

شکریہ ادا کرنے کا ایک اور طریق

ہمیں سمجھا دیا کہ شکریہ ادا اس لئے کیا جاتا ہے کہ دوسرا خوش ہو اور اللہ تعالیٰ تو زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تو نیک اعمال سے خوش ہوتا ہے۔ پس خدا سے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا مجھے ایسے نیک اعمال ادا کرنے کی توفیق بخش، کہ جن پر تیری نگاہیں پڑیں تو تو خوش ہو جائے کہ دیکھو میرا بندہ سلیمان کیسے اچھے کام کر رہا ہے۔ کیسے نیک کاموں میں مصروف ہے۔ اور مجھے خوش کرنا چاہتا ہے حضرت سلیمان عرض کرتے ہیں کہ اس رنگ میں تو مجھے دیکھ کہ تیری رضا کی نظریں مجھ پر پڑ رہی ہوں۔ آپ کا کوئی بچہ آپ کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہو اور آپ کی مرضی کا کام کرے اور پھر بار بار دیکھے کہ آپ خوش ہوئے ہیں کہ نہیں اور آپ کے چہرے پر مسرت کے آثار دیکھے، خوشی کے آثار دیکھے مسکراہٹ دیکھے۔ آنکھ میں پیار دیکھے تو اس کو کیا مزا آئے گا۔ پس یہ حضرت سلیمان یہی عرض کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے خدا توفیق بخش کہ میں نیک کام کروں اور ایسے کام جن کو تو پسند کرتا ہو اور تیرے پیار کی نگاہیں مجھ پر پڑ رہی ہوں۔ اور پھر میں کہوں کہ ہاں اب میں نے تیرا شکریہ ادا کیا ہے۔ جس طرح تو نے مجھے راضی کیا میں نے بھی تجھے راضی کر دیا۔ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ اور مجھے اپنی خاص رحمت سے اپنے صالح بندوں میں داخل فرمالے۔ ایسے بندوں میں جن کے متعلق تو یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ صالح زندگی گزارنے والے تھے۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں اور قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے کہ نبی سب سے اونچی نعمت ہے اس کے بعد صدیق، اس کے بعد شہید۔ اس کے بعد صالح۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ صالح سب سے ادنیٰ درجہ ہے اس لئے نبیوں سے نیچے کا مقام ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی صالح نہیں ہوتا۔ یا نبی شہید نہیں ہوتا، یا نبی صدیق نہیں ہوتا۔ بلکہ نبی کے اندر بیک وقت یہ سارے عہدے شامل ہوتے ہیں۔ یہ سارے مرتبے اس کو اکٹھے نصیب ہوتے ہیں۔ جو صرف صالح ہو وہ اوپر کا درجہ نہیں رکھتا لیکن جو اوپر کا درجہ رکھتا ہو یعنی شہید ہو، وہ صالح بھی ہوتا ہے

پس انبیاء جانتے ہیں کہ انہیں ہمیشہ صالح رہنا پڑے گا اور اس لئے وہ عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور یہ دُعا کرتے رہتے ہیں کہ ہم تیری نظر میں صالح رہیں اور ایسے اعمال نہ ہم سے سرزد ہوں کہ تیرے ہاں ہم غیر صالح لکھے جائیں۔

حضرت سلیمان ؑ ایک ایسے نبی ہیں جن پر یہود نے یعنی اس قوم نے جس پر حضرت سلیمان کے سب سے زیادہ احسان ہیں سب سے زیادہ ظلم کئے ہیں۔ آج تک کسی احسان مند نے اپنے محسن کے خلاف ایسی ناشکری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ جتنا یہود قوم نے حضرت سلیمان کے متعلق ناشکری کا مظاہرہ کیا ہے آپ بائیبل میں یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ نہ صرف یہ کہ حضرت سلیمان کو نبی تسلیم نہیں کیا جاتا اور صرف بادشاہ مانا جاتا ہے۔ بلکہ ایسے گندے کردار کا بادشاہ مانا جاتا ہے کہ اس کو پڑھ کر آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر نعوذ باللہ من ذٰلک یہ خدا کا شکر گزار بندہ ہے تو پھر دنیا سے امن و امان اُٹھ جائے۔ دنیا میں کوئی نیکی باقی نہ رہے۔

یہ قرآن کریم کا احسان ہے

کہ اُس نے بائیبل کے گزشتہ انبیاء کے تقدس کو دنیا کے سامنے دوبارہ قائم کیا ہے۔ یہ قرآن کریم کا احسان ہے کہ اُس نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو ایسے پاکباز خدا ترس بزرگ انسانوں کے طور پر پیش کیا ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی اعلیٰ ترین نعمت عطا فرمائی۔ ورنہ بائیبل کی رُو سے اور یہود کے قصوں کی رُو سے تو حضرت سلیمان علیہ السلام ایک نہایت ہی خوفناک قسم کے بدکردار انسان (نعوذ باللہ من ذٰلک) بنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عیسائی عام طور پر قرآن کریم پر جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے تو بائیبل کی نقل اتاری ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، جو پرانی بائیبل کی باتیں ہیں وہ آپ نے یہودیوں اور عیسائیوں سے سنی ہیں۔ اور انہی قصوں کو قرآن کریم میں لے لیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو قرآن کریم میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا ذکر نبی کے طور پر نہ ملتا۔ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا ذکر اتنے پیار کے ساتھ اور محبت کے ساتھ نہ ملتا۔ ایسے مقدس اور بزرگ انسانوں کے طور پر نہ ملتا بلکہ بائیبل کی نقل اگر ہوتی تو قرآن کریم ان کے ذکر سے بھی گھن کرتا، اور کہتا دیکھو نعوذ باللہ من ذالک کیسے گندے لوگ تھے۔

پس قرآن کریم نے حضرت سلیمان کو جو ہمارے سامنے پیش کیا ہے تو ایک بہت ہی عظیم الشان اور بزرگ نبی کے طور پر پیش کیا ہے جو احسان مند اور ہر لمحہ خدا کا شکر یہ ادا کرنے والا تھا۔ اور بنی نوع انسان کو ان نعمتوں سے حصہ دینے والا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کی تھیں۔ اس کے مقابل پر آپ جب بائیبل پر غور کرتے ہیں اور بائیبل کے جو محققین ہیں ان کی رائے دیکھتے ہیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ کس طرح بعض قومیں ظالم ہو کر اپنے پاک انبیاء پر کیسے کیسے بہتان تراشنے لگتی ہیں۔ ایک یہودی تاریخ کا مصنف حضرت سلیمانؑ کے متعلق لکھتا ہے کہ یہود حضرت سلیمان کی بادشاہت سے سخت بیزار تھے کیونکہ وہ نہایت گندے کردار کے انسان تھے، نہ صرف گندے کردار کے بلکہ مشرک تھے اور خدا کے ساتھ اپنے کئے ہوئے عہد کو توڑ بیٹھے تھے اور غیر قوموں کی عورتوں کو بیاہ کر کے لاتے تھے اور پھر ان کے معبدوں کی پرستش کرنے لگ جاتے تھے۔ یہ جو کچھ لکھا ہے یہ بائیبل کی نقل کی ہے۔ بائیبل میں یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن آخر پر وہ لکھتا ہے کہ ہاں ایک بات ہے کہ وہ عقلمند ضرور تھے۔ لیکن اس عقل کا کیا فائدہ جو ان کے کام نہ آسکی۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ یہود میں یہ حکایت مشہور تھی اور یہ بات بار بار کہی جاتی تھی کہ :-

SOLOMIAN WAS THE WISEST MAN ON EARTH YET SEE HOW FOOLISHLY HE LIVED.

کہ سلیمانؑ دنیا کا سب سے زیادہ عقل والا انسان تھا لیکن دیکھو دیکھو وہ خود کتنی بیوقوفی کی زندگی گزار کر چلا گیا۔ تو ایسی ظالم قوم ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے اوپر ایسے ایسے بہتان باندھے ہیں جو ایک عام انسان پر بھی باندھتے ہوئے خدا کا خوف کھانا چاہیئے۔ اور آپ کے کردار کو ہر طرح سے داغدار بنانے کی کوشش کی ہے۔

میں نے اس پر تحقیق کی، غور کیا، کچھ بائیبل کے متعلقہ حصوں کا مطالعہ کیا تو مجھے یہ راز سمجھ آیا ہے کہ کیوں انہوں نے ایسا کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر معمولی انصاف کرنے والے انسان تھے۔ ایسا منصف نبی اور بادشاہ یہود کی تاریخ میں آپ کو شاید ہی کوئی اور دکھائی دے۔ بلکہ بے مثل ہیں اس معاملہ میں چنانچہ آپ نے غیر قوموں کو یہ حق عطا کیا کہ مذہبی اختلاف رکھتے ہوئے اپنے خدا کی اسی طرح ہی پرستش کریں جس طرح یہود کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے خدا کی پرستش کریں۔ یعنی جس کو خدا سمجھتے ہیں اس کی پرستش کریں۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں ان غیر قوموں کو مذہبی آزادی کا حق ملا ہے۔ جو اس سے پہلے اس حق سے محروم تھیں اور بہت وسیع حکومت تھی آپ کی، وہاں حقیقت میں اکثریت تو غیر قوموں کی تھی اور اسرائیلی کو خدا نے اگرچہ بادشاہت عطا کی تھی مگر اسرائیلی ایک اقلیت میں تھے ۱۳۲۴۰۵۳۲۱۱۹۲ میں تھے تو کتنا ظلم ہوتا کہ ایک اقلیت کے مذہب کو تو کھلی چھٹی ہوتی کہ جو چاہے کرے لیکن ملک کی اکثریت کو اس خدا کی پرستش کا حق نہ ہوتا جس کو وہ خدا سمجھ رہے ہیں تو حضرت سلیمانؑ کا انصاف تھا جو یہودیوں کو چبھتا تھا اور تکلیف دیتا تھا۔

حضرت سلیمانؑ وہ نبی ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے تصور کو یہود تک محدود نہیں رہنے دیا اور تمام بنی نوع انسان کے لئے خدا کے تصور کو عام کر کے پیش کیا جس طرح کہ ہم سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہیں اگر آپ سلاطین نمبرا باب ۸ کا مطالعہ کریں (جس کو انگریزی میں ... کہا جاتا ہے۔ یعنی سلاطین) تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہیکل سلیمانی تعمیر فرمایا اور اس کی تکمیل کی آخری تقریبات ہو رہی تھیں اور جشن منایا جا رہا تھا تو اس وقت آپ نے ایک عظیم الشان تقریر

ہیکل سلیمانی کے مقاصد

کی اور پھر کی اور وہ تقریر اپنے مضمون کے لحاظ سے ان سے ملتی جلتی ہے جو خانہ کعبہ کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی۔ اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر یعنی ان کی دعائیں بہت جامع مانع ہیں اور اس سلسلے میں آپ کے ملفوظات بہت جامع مانع ہیں لیکن حضرت سلیمانؑ کی اس تقریر پر بھی اس کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ یہود کے ایک نبی کے لئے یہی عجیب بات ہے کہ وہ وہاں اعلان کر رہے ہیں کہ اے خدا یہ ہیکل سلیمانی صرف یہود کے لئے محدود نہ رہے اے خدا! اس ہیکل میں جو دعائیں مانگی جائیں وہ اس صورت میں بھی قبول فرما کہ یہود وہ دعائیں مانگ رہے ہوں۔ اسرائیلی وہ دعائیں مانگ رہے ہوں اور اس صورت میں بھی قبول فرما کہ دنیا کے دور کے کناروں سے آنے والے وہ لوگ جن کا ہمارے مذہب سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے وہ بھی یہاں آکر دعائیں مانگیں تو تو ان کو بھی قبول فرمالے حضرت سلیمانؑ یہ کہتے ہیں کہ

وہ خدا جو اسرائیل کا خدا ہے وہی کل عالم کا خدا ہے

گویا وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہی خدا ہے جو صرف اس عالم کا نہیں بلکہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ دیکھیں سورۃ فاتحہ کے مضمون کا ایک حصہ حضرت سلیمانؑ کو بھی عطا ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین کا گویا یہ ترجمہ ہے۔ کہتے ہیں، تمام جہانوں کا وہ رب ہے۔ وہ یہود کے لئے کس طرح محدود ہو جائے گا پس وہ خدا سے دعائیں کرتے چلے جا رہے ہیں اور سارے یہود بڑے بڑے بزرگ، نیک، بد، چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہوئے تھے اور سارے ان کے ساتھ آمین کہتے تھے اور اس دعا میں شامل تھے کہ اے خدا تو اس گھر کو عام کر دے اس کے فیض کو عام کر دے۔ سارے بنی نوع انسان جو بھی یہاں حاضر ہوں وہ تیری رحمتوں کا فیض پائیں اور واپس جا کر اپنی اپنی قوموں میں اعلان کریں کہ ہم نے ایک ایسے خدا کے گھر کا پتہ پایا ہے جس کا فیض ساری دنیا پر عام ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ جو سب سے زیادہ طاقتور ہے تو یہ حضرت سلیمانؑ کی پیاری باتیں تھیں جو یہودی علماء کو تکلیف دیتی تھیں۔ وہ متعصب علماء جنہوں نے خدا کو اپنے گھر کی ملکیت بنا لیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ نیکی سوائے اسرائیل کے باہر ہو ہی نہیں سکتی وہ کس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو برداشت کرتے۔

پھر حضرت سلیمانؑ کی ایک اور چیز جو یہود کو تکلیف دیتی تھی وہ بھی انصاف کا ایک اور پہلو ہے حضرت سلیمانؑ نے بہت عظیم الشان تعمیرات کرائیں۔ آپ کو علم ہے کہ آپ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ آپ کو خدا نے ہواؤں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشی اور وہ سفر جو آپ سے پہلے ایک مہینے کی مشقت سے کیا جاتا تھا وہ صبح اور شام میں طے ہو جایا کرتا تھا تو حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہت علم عطا کیا، بہت ہی عظیم الشان ایجادات کی توفیق بخشی اور بہت سی اصلاحات کی توفیق بخشی۔ اسی ضمن میں قوم کی تعمیر کا جو پروگرام تھا اس میں آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ساری آبادی جو بالغ مرد ہیں ان میں کام کرنے کی طاقت ہے بلا امتیاز اپنے وقت کا تیسرا حصہ ... کا ... ہر یا قومی کاموں پر خرچ کرے گویا ایک قسم کا قومی وقف کا اعلان تھا اور تیسرے حصے سے پتہ چلتا ہے کہ یہود روایت یا رسم ہمارے ہاں چلی آتی ہے کہ تیسرے حصے سے زیادہ خدا کو نہیں دینا یعنی خدا خود پسند نہیں فرماتا کہ تم اپنے بال بچوں کا حق مار لو بلکہ یہ اجازت دیتا ہے کہ تیسرے حصے تک اپنے مال کو خدا کی راہ میں قسم ... تو یہ رسم کوئی نئی نہیں، بہت پرانی چلی آرہی ہے حضرت سلیمانؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت کی بات سمجھائی کہ اسی طرح خدا تک لوگ جن لوگوں کو خدمت پر مقرر کروانے کے وقت یہ تین حصوں میں سے دو حصے ان کے ہوں گے اور ایک حصہ قوم کا ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ یہود کو اس خدمت سے مستثنیٰ سمجھا جاتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے ہم حاکم قوم ہیں۔ جس طرح فوج یہاں حکومت کرنے تھے تو خود دلیتے محنت کے کام نہیں کرتے تھے جیسے آپ لوگوں سے لیتے تھے یا افریقہ کے ان لوگوں سے لیتے تھے جن کو وہ پکڑ کر یہاں لانے تھے ... آپ بادشاہ بن کر پھرتے تھے۔ انگریز یہی سلوک ... ہندوستانیوں سے کیا کرتے تھے

افریقنوں سے کیا کرتے تھے تو ایک ایسا رواج چلا آرہا تھا کہ یہود چونکہ ایک فاتح قوم ہے اس لئے یہود خود محنت کے کام نہیں کریں گے اور جو قومیں مغلوب ہو چکی ہیں صرف اُن سے اُن کے وقت کا ۱/۵ حصہ لیا جائے گا۔ لیکن حضرت سلیمانؑ کا یہ عظیم الشان انصاف تھا کہ آپ نے پہلی مرتبہ اس قانون کو تبدیل کیا اور کہا کہ یہود بھی اسی طرح وقت پیش کریں گے جس طرح غیر قومیں پیش کریں گی اور

اس ملک میں اپنے اور غیر کا کوئی فرق نہیں رہے گا۔

انصاف چلے گا اور کامل انصاف چلے گا۔ کتنا عظیم الشان نبی تھا۔ کیسے انقلابی فیصلے کرنے والا تھا۔ کیسا محسن عظیم تھا اور اس کا بدلہ یہود نے اس ناپاک طریق پر دیا کہ اِن باتوں سے چڑ کر آپ پر گندے حملے کیئے۔ آپ نے کیونکہ غیروں کو عبادت کا حق دے دیا اس لیئے یہ کہنے لگ گئے کہ یہ مشرک تھا اور یہ خود غیر قوموں کی عبادت کیا کرتا تھا۔ وجہ یہ بیان کی کہ بے شمار غیر قوموں کی عورتوں سے اس نے بیاہ کیئے اور بیان یہ کیا جاتا ہے کہ ۷۰۰ بیویاں کیں اور وہ بھی کافی نہ سمجھیں، اس کے علاوہ ۳۰۰ لونڈیاں بھی گھر میں رکھ لیں تو گویا ایک ہزار بیویاں حضرت سلیمانؑ کی بیان کی جاتی ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی جاہلانہ بات ہے جسے انسان قبول ہی نہیں کر سکتا۔ نہایت ناپاک قصے بنا بنا کر اُن کی طرف منسوب کیئے اور پھر یہ کہا کہ یہ ساری بیویاں غیر قوموں کی تھیں یا بھاری اکثریت ان کی تھی اس لیئے ان بیویوں کو خوش کرنے کے لیئے اُن کے خداؤں کی عبادت کرنے لگ گیا اور ان کے حضور سجدے کرنے لگ گیا اور ان کے معبد بنانے لگ گیا تو قومیں جب وقت کے نبی کی مخالفت کرتی ہیں تو اسی طرح ان پر ناپاک حملے کرتی ہیں۔ ہم بھی ایک ایسے زمانے سے گزر رہے ہیں جہاں ہمارے سامنے نبوت کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا محمد رسول اللہؐ کے تابع فرمان نبی ہیں۔ آزاد نبی نہیں ہیں مگر امتی نبی ضرور ہیں۔ آپ تحریرات پڑھ کر دیکھیں کہیں بھی آپ نے امتی نبوت کا انکار نہیں کیا۔ امام مہدی ہونا اور امتی نبی ہونا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آپ پر بھی اسی طرح ناپاک حملے کیئے جا رہے ہیں۔ آپ غیر احمدی مخالفین کا لٹریچر پڑھ کر دیکھ لیں آپ حیران رہ جائیں گے کہ کیسے گندے ناپاک حملے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور آپ کے خلفاء پر، آپ کے صحابہؓ پر یہ لوگ کرتے چلے جا رہے ہیں گویا ہم اس تاریخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے بنتا دیکھ رہے ہیں جس تاریخ کا ذکر قرآن کریم میں محفوظ ہے اور جس کے تفصیلی ترجمے ہمیں بائیبل میں ملتے ہیں۔ پس حضرت سلیمانؑ کی اس ایک دعا پر ہی آپ غور کر کے دیکھ لیں آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ موحد ہی نہیں بلکہ ایک بہت پائے کے عارف باللہ موحد تھے۔ آپ کو شرک سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ آپ احسان فراموش نہیں تھے بلکہ احسان کو بے انتہاء محسوس کرنے والے تھے اور خود لوگوں کے محسن تھے اور اس کے باوجود عجز اتنا تھا کہ سمجھتے تھے کہ میں احسان کا حق ادا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ پوچھتے تھے کہ مجھے شکریہ ادا کرنے کی راہیں سکھلا۔

پس آج کے اس خطبہ میں چونکہ آج دیر ہو چکی ہے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور آئندہ انشاء اللہ باقی دعاؤں کا ذکر، جس ملک میں بھی وہ خطبہ ہو گا وہاں سے پیش کروں گا۔ آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ

آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں۔

یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفۂ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے نتیجہ میں بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں۔ روس کے ہوں یا امریکہ کے، سب اگر خلیفۂ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ ہو گا۔ ان کے حلیے کپڑے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے۔

آپ کے ہاں سرینام میں بھی تربیت کے لحاظ سے بہت سے خطرات دکھائی دیتے ہیں یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں افریقن مزاج جو ناچ گانے اور کھلے معاشقے اور شراب نوشی کا مزاج ہے۔ کثرت کے ساتھ پھیل رہا ہے اور یہ معاشرہ غالب آ رہا ہے یہاں بے پردگی صرف بے پردگی نہیں بلکہ اس سے زیادہ بے حیائی میں بھی تبدیل ہو چکی ہے۔ یہاں فیشن ایسے ہیں جو کھلم کھلا عورت کی ایسی نمائش کرنے والے ہیں جن سے انسان کی طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے اور طبیعت میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی جگہ پر رہتے ہوئے احمدی ماں باپ کو اپنی بچیوں کی فکر کرنی چاہیئے۔ اپنی نوجوان نسلوں کی فکر کرنی چاہیئے اور ایسے آزاد معاشرے میں جب تک شروع سے ان کی صحیح تربیت نہیں کریں گے اس وقت تک ان کے اخلاق کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ کچھ دیر تک یہ آپ کے بچے رہیں گے پھر یہ معاشرے کے بچے بن جائیں گے۔ پھر یہ اس قوم کے بچے ہو جائیں گے۔ آپ کا سرمایہ دوسرے کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ جبکہ یہ وہ دولت ہے جو خدا نے آپ کو عطا کی ہے۔ سب سے بڑی دولت اولاد کی دولت ہے۔ اگر ساری عمر کی کمائی آپ ایک دن گنوا بیٹھیں تو کتنا دکھ محسوس کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں اولاد کی دولت سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی دولت نہیں ہے۔ اگر اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو گویا ساری عمر کی کمائی ہاتھ سے گئی۔ پس اس کا فکر کریں اور اس ضمن میں آپ کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ باقاعدگی کے ساتھ خطبات کو خود بھی سنیں اور اپنے بچوں کو بھی سنائیں تو چونکہ انمیں قرآن کریم کا ذکر چلتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا ذکر چلتا ہے اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے نصیحتیں پیش کی جاتی ہیں اس لیئے تربیت کا ایک بہت ہی اچھا ذریعہ ہے اور آپ کی نئی نسل کو قرآن اور دین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان خطبات کے وسیلہ سے انشاء اللہ ایک گہرا ذاتی تعلق پیدا ہو جائے گا اور جب خدا سے تعلق پیدا ہو جائے تو پھر دنیا والے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ کیسا ہی گندا معاشرہ ہو لیکن جس کا اللہ سے تعلق ہو جائے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھائیں اور آج خدا نے آپ کو توفیق بخشی ہے کہ

سرینام کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے

کہ خدا تعالیٰ کے خلیفہ سے کسی جماعت کا خطبہ براہ راست آج آپ نے جمعہ کے دن سنا ہے اور یہ جو تاریخی واقعہ ہے یہ ایک ہی دفعہ ہوتا ہے اور ایک ہی دفعہ ہو چکا اب یہ دہرایا نہیں جا سکتا۔ خطبے انشاء اللہ آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ تقریریں بھی کریں گے۔ خطبے بھی دیئے جائیں گے مگر یہ [illegible] پہلی مرتبہ تو نہیں ہو سکتی۔ تو آپ خوش نصیب ہیں کہ اس تاریخی موقعہ کے گواہ بن گئے ہیں اس کا شکر ادا کرنا بھی تو ضروری ہے۔ پس حضرت سلیمانؑ کی طرح خدا سے دعا مانگیں اور اس بات کا شکر آپ اس طرح ادا کر سکتے ہیں کہ اپنی اولاد کو خطبات سنانے کا انتظام کریں اور اپنی الفاظ میں سائیں خلاصوں پر ہی نہ چھوڑیں۔ عام طور پر یہ رواج ہمیں مبلغوں میں دکھائی دیتا ہے کہ خطبے کی چیدہ چیدہ باتیں بجائے اس کے کہ وہ سارے خطبہ کا ترجمہ کر کے پیش کریں اپنی طرف سے وہ اپنے لفظوں کا خلاصہ نکالا کرتے ہیں اور اردو کے ملک محاورہ کو نہ سمجھتے ہیں [illegible] خلیفۂ وقت کو بھی [illegible] خطبہ کا مضمون [illegible] پیش کر دیا یہ کافی نہیں ہے۔ ہر شخص کو خدا تعالیٰ نے بات کرنے کا اپنا ایک طریق سکھایا ہے ہر شخص خواہ وہ وہی مضمون بیان کر رہا ہو الگ اثر رکھتا ہے اس لیئے اصل طریق یہ ہے کہ اگر آپ میں سے ہی کوئی [illegible] آئے تو عربی اصل خطبہ پورے کا پورا ترجمہ اس زبان میں کرے جو زبان آپ کو سمجھ آتی ہے اور وہ ایک [illegible] کے اندر اندر بآسانی ایسا کر سکتا ہے۔ جہاں تک انگریزی، فرنچ، جرمن کا تعلق ہے اس کا پہلے ہی انتظام ہے۔ دنیا کی بہت تھوڑی جگہیں ایسی ہیں جہاں یہ نہایت نہ سمجھ آتی ہوں۔ ہاں عربی کا بھی انتظام ہے تو عربی، انگریزی، جرمن، فرنچ۔ (اردو تو ہے ہی) ان سب میں پہلے سے انتظام ہے۔ صرف دیہاتی ترجموں کو یا آپ کو محنت کرنی پڑے گی۔ جہاں چند علاقوں میں یہ زبانیں نہیں سمجھی جاتیں تو پھر توجہ کریں اور اس رنگ میں آپ شکریہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے کہ اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں۔ اگر آپ کریں گے تو ان پر بہت بڑا احسان کریں گے۔ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے ان کو غیروں کے حملوں سے بچانے والے ہوں گے۔ ان کے اخلاق کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ آپ کی جماعت کو بہت ترقی دے۔ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ سرینام کی جماعت میں اللہ کے فضل سے بہت اخلاص کا مادہ ہے یہاں اخلاص کی کانیں ہیں لیکن اگر کانوں کو کھودا نہ جائے اور قیمتی جواہر نکالے نہ جائیں تو کیا فائدہ [illegible] آپ لوگوں کے اندر خدا تعالیٰ نے اخلاص کا وہ مادہ عطا کیا ہے کہ اگر محنت کی جائے اور آپ کے عہدیدار اس اخلاص کی کانوں سے جواہر باہر نکالیں تو آپ کو فیض سے سارا علاقہ اللہ کے فضل کے ساتھ اسلام اور احمدیت کے نور سے منور ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مرتبہ منیر احمد جاوید دفتری پی لندن)

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی تبلیغی مساعی

جماعت احمدیہ آسام

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ آسام تحریر کرتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور دعا کے طفیل ہمارے صوبہ آسام میں احسن طریق پر فروغ احمدیت و اشاعت کے لئے مساعی جاری ہے اور خدا تعالیٰ شیریں ثمرات بھی عطا کرتا جارہا ہے۔ الحمد للہ

چند سال قبل آسام میں بمقام "نزار جبیا" احمدیوں کی پہلی مسجد تعمیر کی گئی تھی اب اللہ تعالیٰ نے آسام میں احمدیوں کو دوسری مسجد تعمیر کرنے کی توفیق دی۔ چنانچہ خلیفہ وقت کے خصوصی ارشاد کی روشنی میں مرکز سلسلہ قادیان نے خطیر رقم تعمیر مسجد کے سلسلہ میں دی جب کہ آسام کے غریب نومبائعین نے مسجد کے لئے قطعہ زمین بخوشی پیش کیا۔ چنانچہ لب سڑک بمقام "ٹاپا جھول بالی کوری" ہماری یہ خوبصورت مسجد اب مکمل ہو چکی ہے۔

مرکز کے فیصلہ اور مشورہ کے مطابق آسام میں بمقام "بالی کوری ٹپا جھول" ضلع برپیٹا میں (جو کہ مخالفین احمدیت کا گڑھ ہے) پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ کو ایک اسکول جاری کرنے کی توفیق ملی اسکول ماشاء اللہ آسامی طرز پر خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے باقاعدہ اسکول کا اجراء بھی ہو گیا ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اسکول کا نام

"طاہر۔ ایل۔ پی۔ پرائمری احمدیہ اسکول۔"

رکھا گیا ہے۔ "ضلع برپیٹا" میں ہی "بالی کوری" مقام کے مین بازار کے قلب میں مقامی نومبائعین کے جوشیلے نوجوانوں نے ایک شاندار تبلیغی سینٹر اور لائبریری قائم کی ہے۔ آفس کے باہر ایک عمدہ گنبد تعمیر کیا ہے اور جلی حروف میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا گیا ہے۔ لائبریری میں احمدیت اور اسلام سے متعلق لٹریچر کے علاوہ کئی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی دستیاب ہے لوگ ہمارے اس آفس سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔

صوبہ آسام کے ایک مقام "سیجولی" میں باقاعدہ ہماری جماعت قائم ہے۔ تبلیغی کام کے ساتھ ساتھ تربیتی کلاسز کا بھی باقاعدہ انتظام ہے جس میں احمدی طلباء و طالبات کے علاوہ غیر احمدی طلباء و طالبات بھی شرکت کرتے ہیں۔ احمدیت سے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔ نومبائعین کے کردار کو اپنا کر نہایت ہی باہمی کے ساتھ کھلے بیانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحریک احمدیت کے خلاف جگہ جگہ زہر اگلتے ہیں۔ بار بار نومبائعین حضرات سے مل کر انکو احمدیت سے منحرف کرنے کی ناکام کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ حسن اتفاق سے ایک مرتبہ خاکسار اس علاقہ "سیجولی" کی طرف تبلیغی پروگرام کے تحت گیا وہاں پر اچانک ایک معاملہ میں ایک تصفیہ کے سلسلہ میں کافی لوگ جمع تھے تاکہ فیصلہ صادر کرنے کیلئے علاقہ کے بڑے بڑے سرکردہ لوگ (جو احمدیت کے کٹر مخالف ہیں) بھی شامل تھے۔ خاکسار کو بھی اس میٹنگ میں شرکت کیلئے اور معاملہ کے تصفیہ کے بارہ میں رائے قائم کرنے کیلئے دعوت دی گئی۔ خاکسار نے سو احمدیوں کو ساتھ لے کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے اس میٹنگ میں شرکت کی۔ الحمد للہ احمدیوں کی رائے کو بنیاد بناتے ہوئے فیصلہ صادر کر دیا گیا اتنے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہم احمدی فوری طور پر الگ ہو کر اذان کے ساتھ نماز کی تیاری میں لگ گئے۔ غیر احمدی حضرات بھی جو کہ معقول تعداد میں تھے وضو کرنے لگ گئے۔ خاکسار نے آگے بڑھ کر امامت کروائی آٹھ احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب اور اس علاقہ کے ایک بہت بڑے معمر پیر صاحب (موصوف کے اس علاقہ میں سینکڑوں مرید ہیں) نے نماز پڑھی اور معلوم کیا کہ احمدی کس قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔

پچھلے دنوں آسام میں احمدیت کو مٹا دینے کی جو ناکام کوشش ان علماء سو نے کی ان میں باقاعدہ اعلان کر دیا گیا کہ ان احمدیوں کو مع سرکردہ حضرات کو قتل کر دیا جائے اور اس "کار خیر" کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آسام کے معروف ڈاکوؤں کا سہارا لیا گیا۔ مرکز کے فیصلہ اور حکمت عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم لوگ محتاط رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے آسمانی فیصلہ کے منتظر رہے۔ تقدیر الٰہی کے کرشمے اور جلوے مجبور ... خدا تعالیٰ کا غضب اپنے پیارے مسیح پاک کے

مریدوں کی حمایت میں کچھ اس طرح جوش مارا کہ معصوم احمدیوں کے صوبہ آسام میں اعلان قتل کے ۳ چار ماہ کے اندر ہی ذلت و رسوائی کی مار ان مخالفوں پر پڑی جو کہ اس ناپاک فیصلہ کے صادر کرنے میں پیش پیش تھے۔ ان سفاک ڈاکوؤں کو کئی الزام اور کیس میں پولیس نے حراست میں لے لیا اور عدالت نے پانچ سال قید بامشقت کے سزا کا اعلان بھی کر دیا۔ الحمد للہ کس شان کے ساتھ ہم ایک بار پھر سیدنا مہدی پاک کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

"اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ۔"

ڈبرو گڑھ میں ایک معزز معمر مائو احمدی خاتون رہتی ہیں محترمہ مہر النساء صاحبہ اہلیہ حضرت شاہ صفی اللہ صاحب۔ موصوفہ اس علاقہ میں صرف احمدی قادیانی کی حیثیت سے معروف نہیں بلکہ اس مقدس تحریک احمدیت کی ایک پرجوش داعیہ کی حیثیت سے بھی معروف ہیں دعا و تدبیر دونوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمت اسلام تبلیغ حق کرتی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اجر عظیم دے (آمین) خاص ان ہی کی کوشش اور دعا کے نتیجہ میں ہی اس علاقہ "ڈبرو گڑھ" کے مضافاتی علاقہ میں سال رواں کے دو دوستوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے

جماعت احمدیہ ہبلی

مکرم مولوی محمد نذیر صاحب مبشر مبلغ سلسلہ ہبلی لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۳۱/۹ کو دو آدمی ہبلی سے بذریعہ بس کنور گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے جہاں پر تقریباً بیس افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچایا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اگلی اور گند بگوار کے گاؤں میں جماعت کے دو خدام بھائیوں کے ساتھ گرد و پیش کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں 25 افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کیسٹ بھی سنائی اور لٹریچر بھی دیا۔ اگلے روز بلگام میں صدر صاحب، جماعت گند بگوار کی والدہ صاحبہ کی اچانک وفات ہو گئی اور سوروب۔ ساگر۔ لونڈہ۔ شموگہ۔ نند گڑھ۔ ہبلی۔ ساونت واڑی وغیرہ دس جماعتوں کے تقریباً ایک صد افراد و مستورات نماز جنازہ و تعزیت کیلئے آئے تھے۔ انکے ساتھ غیر احمدی رشتہ دار اور پڑوس کے کچھ غیر احمدی دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ چونکہ نماز جنازہ رات کے وقت ادا کی گئی تھی اس لئے تمام افراد کو رات وہاں پر ہی ٹھہرنا پڑا تھا۔ چنانچہ رات کو دو عدد حضور ایدہ اللہ کی آڈیو کیسٹ اور کچھ نظموں کی کیسٹ سنائی گئیں۔ بعض غیر احمدی دوستوں کو تبلیغی لٹریچر بھی دیا گیا۔ صبح وہاں پر دفن کر دیا گیا اور پھر وہاں سے جماعت احمدیہ لونڈہ میں مورخہ ... کو ... رات کے آٹھ بجے سے دس بجے تک ایک تربیتی جلسہ رکھا گیا جس کی صدارت مکرم ماسٹر نمیر احمد صاحب نے کی تلاوت قرآن مجید مکرم بشیر احمد صاحب نے کی نظم مکرم مرزا احمد صاحب نے خوش الحانی سے پیش کی پہلی تقریر مکرم نذیر احمد صاحب چکوڑی نے "نماز" دوسری تقریر مکرم عبد اللطیف صاحب صدر جماعت نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" تیسری تقریر خاکسار نے "موجودہ دور میں جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں" عنوانات پر کیں آخر میں ناصرات الاحمدیہ کی تین بچیوں نے نظمیں سنائیں اور دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا اسی موقعہ پر ایک مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں غیر احمدی دوستوں کے سوالوں کے جواب بھی دیئے اور لٹریچر بھی دیا۔ جن میں سے بعض نے بڑا اچھا اثر لیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور لوگوں کے دلوں کو کھول دے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ سسملیہ

مکرم مولوی مطلوب احمد صاحب خورشید مبلغ سلسلہ سسملیہ تحریر کرتے ہیں:۔

مورخہ ۲۰/۹ بروز منگل جماعت احمدیہ سسملیہ میں ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت مکرم دربان اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک خاکسار نے کی مکرم فاروق احمد صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم سنائی بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا پہلی تقریر مکرم عبد الواحد صاحب نے "آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ" کے موضوع پر کی دوسری تقریر مکرم فاروق احمد صاحب نے "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر کی (باقی صفحہ ... پر)

آخری قسط (علمی)

سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر مذاہب کے پیروؤں سے عدل اور حسن و احسان کا سلوک

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

(۵) پیشوایانِ مذاہب کی صداقت و تعظیم و تکریم

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر اہلِ مذاہب پر ایک یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ جہاں پر آپؐ نے اپنی رسالت کو ڈنکے کی چوٹ پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا وہاں تمام اہلِ مذاہب کے پیشوایان کی رسالت کو پیش کر کے ان کی صداقت اور تعظیم و تکریم کو دنیا میں قائم کیا اور ان پر ہونے والے اعتراضات اور حملوں کا جس رنگ میں دفاع کیا وہ ان کی کتابوں اور ان کے ماننے والوں سے قیامت تک ممکن نہ تھا۔ اور ایسا کرنا آپؐ کے لئے اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ آپؐ کی بعثت سے قبل ایک مذہب کے لوگ سوائے اپنے پیشوا اور ہادی کے تمام پیشوایانِ مذاہب اور ہادیانِ قوم کی صداقت کا نہ صرف انکار کرتے بلکہ مختلف انواع و اقسام کے اعتراضات اور حملے ان کی مقدس ذات پر کرتے اور اپنے پیشوا اور ہادی کی تعظیم و تکریم کے لئے دوسرے پیشوایانِ مذاہب کی تحقیر و تذلیل کو ضروری سمجھتے غرضیکہ دنیا کا یہ مقدس طبقہ تمام اہلِ مذاہب کی جہالت کے اثر سے محفوظ نہ رہ گیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر رحمۃ للعالمین سیدنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو مذاہب عالم کے مقدس ہستیوں کا خدا ہی حافظ تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء سابقین کے اخلاق، بدایات، معجزات اور قوتِ قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضور نے آکر ان سب کو پاک ٹھہرا دیا۔ اس لئے آپؐ کی نبوت کے نشانات معجزات سے زیادہ روشن ہیں۔ اور جب انتہا اور بے شمار ہیں۔ پس آپؐ کی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ دن چڑھا ہوا ہو۔ اور کوئی احمق یا نابینا کہہ دے کہ ابھی تو رات ہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی میں رہتے اگر اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذابِ الٰہی سے تباہ ہو جاتی۔"

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

احباب کرام! چونکہ رحمتِ خداوندی نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کیا تھا اس لئے جب دنیا کا ہر طبقہ اس فیضانِ رحمت سے فیضیاب ہوا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ خدا کے برگزیدہ بندوں کا یہ طبقہ فیضانِ محمدیؐ سے فیضیاب نہ ہوتا۔

چنانچہ رحمۃ للعالمینؐ نے خدا کے پُرشوکت الفاظ میں یہ اعلان فرمایا کہ:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ (النحل ع۵)

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (فاطر ع۳)

یعنی اے لوگو! کان کھول کر سن لو کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے تمام قوموں میں اپنے رسول اسی غرض کے ماتحت بھیجے ہیں کہ وہ خدا کے حقیقی عبد بن جائیں اور شیطانی رستوں سے اجتناب کریں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ چند نے ہماری نصیحت کو مانا اور چند نے گمراہی کا رستہ اختیار کر لیا لیکن ہم نے اپنی طرف سے سب کے ساتھ ایک سا سلوک کیا ہے کیونکہ دنیا میں ایک قوم بھی ایسی نہیں کہ جس کی طرف ہم نے کوئی نذیر نہ بھیجا ہو یا اس کیلئے ہدایت کا سامان نہ پیدا کیا ہو۔

پس اے لوگو! تم میں سے جو نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کے مصداق ہیں اور اپنے زعم میں اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہیں وہ بھی کان کھول کر سن لیں کہ وہ خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ ان کے بارہ میں خدائی فیصلہ یہ ہے کہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا کہ وہ پکے کافر ہیں اور أَعْتَدْنَا لَهُمْ جَهَنَّمَ کہ خدا نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ اور جہاں تک خدا کے نیک اور مومن بندوں کا سوال ہے تو ان کی تو صدا ہی نرالی ہوتی ہے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پر اس صداقت کا اعلان کرتے ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی وہ تمام پیغمبرانِ مذاہب جو ہادیانِ قوم جو مختلف وقتوں میں مبعوث کئے جاتے رہے ہیں ان میں سے کسی میں فرق کرنا ہم جائز قرار نہیں دیتے اور یہ سب کے سب قابلِ تعظیم اور لائق تکریم ہیں اور سب کو اپنے اپنے زمانہ کا صادق اور راستباز سمجھنا ہم اپنا اوّلین فرض سمجھتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت کی وسعت دیکھئے کہ آپ نے اس قرآنی تعلیم کو پیش فرما کر اور بلا فرق و تمییز یہ فرق رکھا کر آپ نے مسلم کو آگاہ فرمایا کہ خواہ تم پر دوسرے مذاہب والا تم پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ ڈھائے اور تمہارا دل کیوں نہ دُکھائے تم پر یہ لازم ہے کہ تم ان کے پیشوا کی عزت و احترام کو قائم رکھو اور اس کی دلداری کرو اور آپ نے اس امر کو اپنے قول سے نہ صرف اپنے عمل سے اپنے الفاظ نظری بیان میں وضاحت فرما دی کہ اپنے مذہب کی خوبیاں اور اپنے پیشوا کی برتری بھی اس طور پر نہ بیان کرو جس سے دوسرے مذہب کے پیشوا اور رہبر کے مرتبہ کو گرانے کی کوشش ہو۔ چنانچہ:-

★ "ایک مرتبہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کے مابین بحث کے دوران جھگڑا ہو گیا۔ مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں پر فضیلت دی اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو سب جہانوں پر فضیلت دی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان نے یہودی پہ ہاتھ اٹھا لیا۔ یہودی کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ شاہِ مکہ کے دربار میں پہنچا اور شکایت کی۔ پیغمبر خدا اس مسلمان پر سخت ناراض ہوئے اور حضرت موسیٰؑ کی ایک جزوی فضیلت بیان کر کے اس یہودی کی دلداری فرمائی۔" (مشکوٰۃ)

★ اسی لئے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ "انبیاء کے درمیان باہم فضیلت کا ذکر مت کرو۔" (بخاری کتاب بدء الخلق)

★ اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر جبکہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ واپس آ رہے تھے۔ راستے میں آپ کو "عداس" نامی ایک شخص ملا جس نے آپ سے دورانِ گفتگو یہ ذکر کیا کہ میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ صد مرحبا یا رسول اللہ!! کتنا خیال ہے آپ کو اس غیر مسلم کا۔ بے ساختہ فرمایا۔ نینوا! یونس کا شہر!! یونس میرے بھائی تھے۔ میں اسی خدا کا رسول ہوں جس نے یونس کو مبعوث کیا تھا۔

سبحان اللہ! عظمتوں کے مالک نے کتنی عظمت بخشی اس رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چند لفظوں میں حضرت یونس علیہ السلام کی صداقت اور تعظیم و تکریم کو قیامت تک کے لئے دنیا میں قائم کر دیا۔

پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ پیشوایانِ مذاہب کی صداقت اور تعظیم و تکریم کو دنیا میں قائم فرمایا بلکہ ان کی مقدس ذات پر ہونے والے بیجا حملوں کا اس طور پر سدِّ باب فرمایا اور اس ڈھنگ سے ان کا قلع قمع کیا اور اس طور پر ان کی عزت و ناموس کو دنیا میں قائم کیا اور ایک ایسا انقلاب پیدا کر دکھایا اور امن و شانتی اور پریم و محبت کی ایسی راہ تجویز کر دی کہ اگر دنیا اس راہ پر چلنے لگ جائے تو وہ دن دور نہیں جبکہ دنیا سے تمام جھگڑے اور فساد ہمیشہ ہمیش کیلئے ختم ہو جائیں۔ جگت ساگر داس صاحب ایڈووکیٹ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیروؤں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ

نے آکر اپنے سے پہلے تمام آنے والے ہادیوں کی تصدیق کر کے امن کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے کروڑہا مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ ہر ملک اور ہر قوم میں پیغامبر ہوتے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہی طریق سب لوگ اختیار کریں تو آج دنیا کے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں۔"

(الفضل ۱۴ مئی ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۹)

پھر بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ جو عدل اور حسن و احسان کا سلوک فرمایا اور اپنا پاک نمونہ چھوڑا آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام اور جانشینوں نے اس پاک نمونہ کو ہمیشہ زندہ و تابندہ رکھا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو پہلے خلیفۃ المسلمین تھے جب کبھی کوئی اسلامی فوج روانہ فرماتے تو خاص طور پر ان کو ہدایت دیتے کہ:۔

"غیر مسلم اقوام کی عبادت گاہوں اور ان کے مذہبی بزرگوں کا پورا پورا احترام کیا جائے۔"

(موطا امام مالک کتاب الجہاد)

پھر آپ کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ پر نہ صرف خود عمل کیا بلکہ امت مسلمہ کو آپ کے اسوہ کا گرویدہ بنا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اپنی خوبیوں کے ساتھ نہایت تیزی سے دنیا کے چپہ چپہ پر چھا گیا۔ مگر اس کے بعد پھر ایک ایسا وقت بھی آیا جبکہ مسلمان اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کا شکار ہوئے اور ان کی اس کوتاہی اور غفلت نے اسلام کی ترقی اور عروج کو تنزل اور انحطاط کی طرف موڑ دیا پھر جب اسلام چودھویں صدی میں داخل ہوا تو خدائے رحمٰن نے اپنے حبیب کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ ضابطۂ اخلاق جس کی تشکیل و ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا بزرگ و برتر کے احکامات کی روشنی میں دی تھی اور ایک زمانہ دراز تک دنیا اس سے متمتع ہوتی رہی پھر اسے اپنی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہادیٔ کامل کی اسوہ کی کماحقہ پیروی کرتے ہوئے اقوام عالم میں باہمی اتفاق و اتحاد اور انس و محبت پیدا کرنے کی غرض سے محمدی ضابطۂ اخلاق کو ایک بار پھر اپنی پہلی صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور ایک ایسا اکسیری کیمیاوی نسخہ تجویز فرمایا کہ اگر دنیا کی تمام قومیں آج اسے اپنا لیں تو میں بلا جھجھک یہ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کو درپیش خطرات کے بادل دیکھتے ہی دیکھتے چھٹ جائیں گے اور اس کی جگہ پر امن و آشتی کے گھٹا ٹوپ بادل ابرِ رحمت بن کر برسنے لگیں گے۔ چنانچہ آپ نے دنیا کو اس پُرخطر راہ سے آگاہ کیا جو فساد اور تباہی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین و دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالۂ حیثیت عرفی میں مشغول رہیں اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بد زبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۵)

پھر آپ نے اقوام عالم میں باہمی اتفاق و اتحاد پیدا کرنے اور امن عامہ کو استوار کرنے کے لئے جو صلحکاری کی تجویز پیش کی اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا:۔

"یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہینِ مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اٹھ جائیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابند کو ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو ان کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور مفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بنیاد ڈال لیتے ہیں...... اور صلح کاری اور عامہ خلائق کے امن میں فتور ڈالتے ہیں...... پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش ہے اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے...... خلاصہ یہ کہ دنیا کی بھلائی اور امن اور صلح کاری اور تقویٰ اور خدا ترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہو چکی ہو۔ اور خدا کی تائید ان کے قدیم سے شامل حال ہو اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو خواہ یورپین ہمارے اس اصول کو پسند کریگا اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس! ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہوا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۸-۲۶۱)

پھر آپ نے دیگر مذاہب والوں کے جذبات اور احساسات کا پورا پورا احترام کرنے اور اُن کے ساتھ حسن و احسان کا سلوک کرنے کے سلسلہ میں آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی کامل اتباع کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت فرمایا کہ:۔

"ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ اور سلوک اور مروت اپنی عادت کرو۔ اور ایسے کاموں سے اپنے تئیں باز رکھو جن سے ان کو دکھ پہنچے مگر وہ کام ہمارے مذہب میں نہ واجبات سے ہوں اور نہ فرائض مذہب سے۔ پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور ان پر ایمان لا دیں تو یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور ہم اس کو استعمال بھی کریں۔ بہتری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں۔ ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۸)

پس ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کے لوگوں کے ساتھ قطع نظر اس کے کہ وہ آپ کے دوست تھے یا دشمن اس طور پر ان کے ساتھ عدل اور حسن و احسان کا سلوک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نسلِ انسانی کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیدیا۔ اور فرمایا:۔

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

کہ اے لوگو! اللہ کے رسول میں تمہاری اتباع کے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ پس اللہ علیم و خبیر کی اس شہادت کے بعد اب کسی اور کی شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ آخر میں سرورِ کائنات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اپنے ہی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں کیا تھا بیان کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معرکۃ الآراء تصنیف اتمام الحجہ صفحہ ۲۸ پر رقم فرماتے ہیں:۔

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح ابن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ۔ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے نبی سمجھے گئے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی تبلیغی و تربیتی مساعی — بقیہ صفحہ (۸)

تقریر مکرم عبداللطیف صاحب نے بعنوان مُصلح آخرالزمان کی۔ چوتھی تقریر مکرم قمرالہدیٰ صاحب نے "ظہور امام مہدی" کے عنوان پر۔ پانچویں تقریر خاکسار نے "نظامِ خلافت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور اکنافِ عالم میں جماعت احمدیہ کی ترقیات" کے عنوان پر کی۔ آخر میں صدرِ اجلاس مکرم دیوان احمد صاحب نے خطاب کیا اور دُعا کے ساتھ یہ اجلاس برخاست ہُوا۔ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہونے کی وجہ سے تمام پروگرام گاؤں والوں نے سماعت فرمایا۔ یہ پروگرام اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ چھ غیر احمدی دوست بھی شامل ہوئے۔

خُدام الاحمدیہ قادیان کا ڈلہوزی ٹور

الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان مقامی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ جماعت احمدیہ کے ایک تاریخی مقام ڈلہوزی میں تقسیمِ ملک کے بعد پہلی مرتبہ تبلیغی خدمت سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ ڈلہوزی شہر میں ہمارے پیارے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تقسیمِ ملک سے پہلے ہر سال موسمِ گرما میں جایا کرتے تھے۔ وہاں پر حضور کی بہت بڑی کوٹھی بھی موجود ہے جو اس وقت ایک سکول ہے۔

مورخہ ۹ر اگست بروز جمعۃ المبارک گیارہ خُدام پر مشتمل ایک وفد ڈلہوزی کے لئے روانہ ہُوا۔ روانگی سے قبل محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے دُعا کرائی اس موقعہ پر قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان مکرم رشید الدین صاحب پاشا بھی موجود تھے۔ یہ وفد صبح ۶ بجے کے قریب قادیان سے بٹالہ بذریعہ بس اور پھر بٹالہ سے پٹھانکوٹ بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہُوا۔ اس دوران ہمارے خُدام نے بٹالہ اور پٹھانکوٹ ریلوے سٹیشن نیز پٹھانکوٹ بس اسٹینڈ پر بہت سے غیر مُسلم حضرات کو تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ ہمارا یہ تبلیغی ٹور تین روز کا تھا۔ مورخہ ۹ر اگست کو شام قریباً پانچ بجے ہم سب خُدام ڈلہوزی پہنچے۔ وہاں پر ہم نے ایک مسجد میں قیام کیا۔ رات آرام کے بعد اگلے دن ۱۰ر اگست کو مسجد کے قریب رہنے والے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کی اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے پیغامِ حق پہنچایا۔ ایک مسلمان دوست مکرم رُکن الدین صاحب ٹھیکیدار سے تفصیلی طور پر بات چیت ہوئی۔ ڈلہوزی کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں انہوں نے ذکر کیا۔ ہم نے مالی طور پر ان کو تعمیر مسجد کے لئے کچھ رقم پیش کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بہت نیک اور مخلص مسلمان دوست ہیں۔

مورخہ ۱۰ر اگست کی صبح ہم نے نمازِ تہجد اور نمازِ فجر باجماعت ادا کی۔ اس روز بارش بہت تیز ہوئی جس کی وجہ سے شہر میں تبلیغ نہ کر سکے۔ موسم سازگار ہونے پر شام چار بجے کے قریب شہر میں تبلیغ کی غرض سے نکلے۔ اپنے ساتھ لٹریچر لیا۔ ہندو دوستوں کو بھی ان کے متعلق لٹریچر دیا جسے لے کر بہت خوش ہوئے۔ شہر کے بازار میں بھی لٹریچر دیا۔ اور دکانداروں کو بھی تقسیم کیا اور ہوٹل وغیرہ میں بھی رکھوایا۔

مورخہ ۱۱ر اگست کو ہمارا وفد ڈلہوزی سے کھجیار کی طرف روانہ ہُوا۔ یہاں پر ہم نے شام تک قیام کیا اور تقریبی و تبلیغ کی۔ مورخہ ۱۲ر اگست کو ہم قادیان واپس ہوئے اور راستہ میں مختلف افراد سے تبلیغی گفتگو بھی کی۔ ہمارا یہ سفر بے حد کامیاب رہا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ اور تمام بنی نوعِ انسان کو اپنی رحمت سے حقیقی مذہب اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار، مقبول احمد بی۔کام۔ پریس سیکرٹری مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت۔

جماعتِ احمدیہ مرکرہ

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق مبلغ مرکرہ رقمطراز ہیں کہ:- مورخہ ۲۳ر اگست کو علیسائی مناد رگو اور ان کی اہلیہ صاحبہ مسز جوزف سے مختلف موضوعات پر نہایت دلچسپ اور کامیاب مباحثہ ہُوا۔ یہ مباحثہ چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ عیسائی مناد نے عاجز آکر قلتِ وقت کی معذرت کر کے گفتگو ختم کر دی۔ اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کو سراہتے ہوئے جماعت کا لٹریچر حاصل کیا اور اس کے مطالعہ اور دوبارہ ملاقات کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ خاکسار کے ساتھ مکرم صدر صاحب مرکرہ اُن کی اہلیہ صاحبہ۔ مکرم پی۔ کے۔ عثمان صاحب اور پی۔ کے۔ شریف صاحب شریکِ گفتگو تھے۔ اللہ تعالیٰ اس مباحثہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

مجلس خُدام الاحمدیہ قادیان کا سالانہ اجتماع

مورخہ ۱۳-۱۴-۱۵ر ستمبر کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام مقامی اجتماع منعقد ہُوا۔ ۱۳ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک ٹھیک ۲½ بجے ایوانِ خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پہلے روز کے پروگراموں کا افتتاح فرمایا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم و پرچم کشائی کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے خُدام کو خطاب فرمایا۔ نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ و صدر عمومی اور مکرم رشید الدین صاحب پاشا قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے خطاب فرمایا۔ بعد نمازِ عشاء ایوانِ خدمت میں مقابلہ تقاریر و دیگر پروگرام منعقد ہُوا۔ دوسرے روز بعد نمازِ عشاء حُسنِ قرأت، اور نظم خوانی کا دلچسپ مقابلہ ہُوا۔ تیسرے روز کھیلوں کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ کوٹھی دارالسلام میں اجتماعی کھانے کا انتظام کیا گیا۔ مورخہ ۱۵ر ستمبر کو بعد نمازِ عشاء مدرسہ احمدیہ کے ہال میں مجلس کی طرف سے ایک دلچسپ مشاعرہ منعقد کیا گیا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے و کامیابی و کامرانی سے ہر کام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: مقبول احمد بی۔کام۔ پریس سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔

جماعتِ احمدیہ کلکتہ

مجلس انصاراللہ کلکتہ کے تحت ۱۵ر اگست کو درج ذیل پروگرام ہوئے۔

(۱)۔ صحن مسجد احمدیہ کلکتہ میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی طرف سے قومی ترنگے کی پرچم کشائی ہوئی۔ بعدہٗ بچوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (۲)۔ مجلس انصاراللہ اور مکرم جناب محمد رفیع صاحب منتظم ایثار و خدمتِ خلق کے تعاون سے صحنِ مسجد میں بڑے شاندار اور اعلیٰ طریق پر شجرکاری کا پروگرام منایا گیا۔ ایک درجن درخت اور کئی خوشنما پھولوں کے پودے اور دوسری قسم کے درخت لگائے گئے۔

(۳)۔ مجلس کی طرف سے فرسٹ ایڈ کی ٹریننگ کا اہتمام کیا گیا۔ اور بلڈ پریشر۔ ہارٹ اٹیک۔ بلڈ شوگر۔ گیسٹک کے امراض پر معلومات حاصل کرنے کے علاوہ کتّا اور سانپ کے کاٹنے کا علاج اور احتیاط پر لیکچر اور بچاؤ کے طریق معلوم کئے گئے۔ تمام حاضرین کی تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی۔

(۴) — حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت آسامی ترجمۂ قرآن مجید کی طباعت کی نگرانی جماعت احمدیہ کلکتہ کے سپرد فرمائی تھی۔ الحمد للہ یہ قرآن کریم نہایت عمدہ و معیاری طباعت کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ اس کی طباعت پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے حضور انور نے تحریر فرمایا — "یہ قرآن یورپ کے معیار کے مطابق ہے" — اور اب منی پوری اور ملیالم ترجمۃ القرآن کی طباعت کی نگرانی بھی جماعت کلکتہ کو حضور انور نے سونپ دی ہے۔

آسامی ترجمۂ قرآن کریم کا فریضہ مکرم خان بہادر عطاء الرحمٰن صاحب ابن حضرت امیر خان صاحب نے سرانجام دیا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ کچھ کاغذات ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کے سات سیپاروں کا ترجمہ مکرم حبیب القادر صاحب (حال مقیم امریکہ) نے کیا ہے۔ آسامی ترجمۂ قرآن کا گٹ اپ اور آرٹ ورک مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ کلکتہ نے سرانجام دیا ہے اور اسے پریس تک پہنچایا۔ منی پوری ترجمۃ القرآن کے بارے میں تحریر ہے کہ اس کا ترجمہ ہمارے ایک نہایت ہی مخلص دوست جناب احمد حسن صاحب نے انتہائی محنت سے کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ جلد ہی منی پوری قرآن مجید منظرِ عام پر آجائے گا۔

خاکسار:- محمد فیروز الدین زعیم انصاراللہ و سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کلکتہ

کرونا گپلی (کیرلہ) میں تبلیغی ٹریننگ کیمپ

مورخہ ۲۳ر اگست کو کرونا گپلی میں بعد نمازِ مغرب مکرم مولوی ٹی۔ ایم محمد صاحب نے تبلیغی ٹریننگ کیمپ کا افتتاح کیا۔ مکرم عبدالجلیل صاحب امیر جماعت احمدیہ کرونا گپلی کی صدارت میں مکرم عنایت اللہ جلیل صاحب نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ پڑھانے والوں کے نام اس طرح ہیں:-

(۱)۔ مکرم مولوی ٹی۔ ایم محمد صاحب (۲)۔ مکرم مولوی محمود احمد صاحب۔ (۳)۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب۔ (۴)۔ مکرم محمد شریف صاحب چاوکاڈ۔

اس کیمپ میں درجِ ذیل مضامین پڑھائے گئے:-

۱۔ وفاتِ مسیح۔ ۲۔ ختمِ نبوت کی حقیقت۔ ۳۔ صداقت مسیح پاک۔ ۴۔ عیسائی مذہب۔ ۵۔ ہندو مذہب۔ ۶۔ نماز با ترجمہ۔

روزانہ ۳-۴ بجے تہجد کی نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ صبح نماز کے بعد درس ہوتا تھا اس کے بعد ناشتہ اور تیاری۔ صبح آٹھ بجے سے کلاس لگتی تھی جو ½۱ بجے تک جاری رہتی۔ نمازِ ظہر کے بعد عصر تک سٹڈی ٹائم تھا۔ عصر کے بعد خاص طور پر ایک گھنٹہ ہندو مذہب کے بارے میں کلاس ہوتی تھی۔ بعد نمازِ مغرب سوال و جواب کی مجلس ہوتی رہی۔ مورخہ ۳۰ر اگست کو امتحان لیا گیا اور مغرب کے بعد اختتامی جلسہ ہُوا۔ مکرم مولانا احمد رشید صاحب نے کیمپ میں شرکت کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ تقسیم کئے۔ پانچ جماعتوں سے بیس نوجوانوں نے اس کیمپ میں شرکت کی۔ جماعتوں کے نام یہ ہیں:- مارترا۔ کرونا گپلی۔ ایرناکلم۔ مریاکنی۔ کاکناڈ۔

خاکسار:- محمد اسماعیل آئی پی۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پینگاڈی۔

تصحیح

بدر کے شمارہ نمبر ۳۱ مجریہ یکم اگست ۹۱ء کے صفحہ ۸ کالم نمبر ۱-۲ پر مکرمہ و نود بالا صاحبہ کو سٹیشن ڈائریکٹر لکھا گیا ہے جبکہ موصوفہ سٹیشن ڈائریکٹر نہیں ہیں بلکہ پروڈیوسر اور قائمقام اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیں۔ قارئینِ کرام اس کی تصحیح فرما لیں۔

(ادارہ)

تبصرہ

"دبستانِ احمد کی سیر"

محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن کا مرتبہ خوبصورت گٹ اپ اور آفسیٹ کی طباعت سے آراستہ پاکٹ سائز کا یہ رسالہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں فاضل مرتب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسّی سے زائد ضخیم کتب کی تحریرات میں سے ایسے فقروں کا انتخاب کیا ہے جو تحدّی وجلال اور شوکت وعظمت سے بھر پور ہیں۔ علوم ومعارف کے اس بحر ناپیدا کنار میں سے ایسا انتخاب حقیقت میں دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ جس کے لئے محترم راشد صاحب موصوف مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہر فقرے کے آگے کتاب کا حوالہ درج ہے۔ اگر حوالے کے ساتھ کتاب کا صفحہ بھی درج کیا جاتا تو سونے پر سہاگہ ہوتا۔ بہرحال اُن کی یہ کاوش قابلِ داد وتحسین ہے کہ وحیٔ الٰہی۔ تعلق باللہ۔ قرآن مجید کی شان۔ اسلام کی عظمت۔ صداقتِ مسیح موعودؑ۔ قبولیتِ دعا جیسے اہم اور گوناگوں مضامین پر نہایت ہی وجد آفریں فقروں کا مجموعہ تیار کیا ہے فجزاہُ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

چند فقرے بطور نمونہ درج ہیں:۔

"نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم)

"دُعاؤں کی تاثیر آب وآتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔" (برکات الدعا)

"مجھے وہ ہمّت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔" (انوار الاسلام)

"اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔" (کشتی نوح)

"مَیں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی)

ان مختصر چھوٹے چھوٹے فقرات کو اگر جماعت کے چھوٹے بڑے، مرد وعورت سبھی روزانہ ایک ایک کر کے یاد کرلیں تو تبلیغ وتربیت میں بہت اثر انگیز ہوں گے۔

☆ــــ یہ مجموعہ احمد اکیڈمی ربوہ نے شائع کیا ہے۔ جس کے ناشر ہیں جمال الدین انجم شریف سعید انجم۔ اور مطبع ہے لاہور آرٹ پریس۔ ۱۱۵۔ انارکلی لاہور ــــ قیمت درج نہیں۔

(محمد کریم الدین شاہد)

ولادتیں

(۱) مکرم نعیم احمد صاحب ابن مکرم مہردین صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ سکندرآباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۹۱ء کو لڑکی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام "طیّبہ بُشریٰ" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال خرچ قادیان کی نواسی ہے بچی نے والدین مخلصین۔ ... نیک صالح ... دے ... بچی کی صحت وعافیت۔ درازیٔ عمر، نیک اور صالحہ بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

(۲) خاکسار کے بڑے نواسے عزیز عبدالرحمٰن خالد کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۵ر ستمبر ۹۱ء پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "عبد المعتمد" تجویز فرمایا ہے۔ عزیز، مکرم حافظ عبدالعزیز صاحب مرحوم درویش قادیان کا پوتا اور مکرم مبشر احمد صاحب آف امروہہ کا نواسہ ہے۔ نومولود پیدائش کے وقت سے ہی یکدم تشویشناک صورت اختیار کر گیا۔ امرتسر بھنڈاری ہسپتال میں علاج چل رہا ہے۔ پہلے سے افاقہ ہے۔ قبل از ولادت ہی "وقفِ نَو" کے تحت وقف کیا گیا ہے۔ عزیز کی شفائے کاملہ عاجلہ۔ درازیٔ عمر اور نیک صالح بننے کے لئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔ (مخدوم حسین قادیان)

درخواست ہائے دُعا

● ــ مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یوسف صاحب کھدام مرحوم قادیان جگر اور گُردوں کی خرابی کے باعث تشویشناک طور پر بیمار ہیں موصوفہ کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے ● مکرمہ اختر سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب کالا افغاناں درویش قادیان ایک ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں اور امرتسر ہسپتال میں زیر علاج ہیں شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے ● مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب کے خالو مکرم حافظ محمد اکرم صاحب حنیف آف فیصل آباد کی دینی ودنیوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ نیز ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے ● محترم سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب ابن حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب آف سکندرآباد کے لئے بدر مجریہ ۱۵ر اگست میں درخواستِ دُعا شائع ہوئی تھی جس میں ٹیلیگرام کی غلطی کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر لکھا گیا تھا جبکہ فریکچر کولہے کی ہڈی میں ہوا ہے۔ احبابِ جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیٹھ صاحب موصوف اور دیگر تمام مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین۔

(ادارہ بدر)

درخواست دُعا

عاجزہ کے والدین اور بہن بھائیوں کی صحت وتندرستی اور خادمِ دین ہونے کے لئے نیز بھائیوں کے کاروبار میں برکت اور باعزت بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق پانے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار:۔ سیدہ امۃ الشکور بنت مکرم مولانا سید فضلِ عمر صاحب واقفِ زندگی۔ سونگھڑہ اڑیسہ

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES,
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبویؐ
اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ
(دعا ہی تو اصل عبادت ہے)
منجانب: یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO. – OFF.-6278622 RESI.-6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS.)
PLOT NO. 6, TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD. BOMBAY-400099
(ANDHERI EAST)

قادیان میں مکان، پلاٹ وغیرہ کی خرید وفروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے ـــ!
Starline
CALCUTTA-15.
نیو انڈیا ربڑ ورکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ
(پیشکش)
باٹی پلیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
۴۳ ــ ۴۰۲۸ ــ ۵۱۳۷ ــ ۵۲۰۶
YUBA
QUALITY FOOT WEAR